فقہی مباحثِ اقسام شہادت کا عصری اطلاق:
المحلیٰ لابنِ حزم اور الہدایہ للمرغینانی کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

Uristic Discussions on the Categories of Testimony and Their Contemporary Application: A Research Study in the Light of Al-Muhalla by Ibn Hazm and Al-Hidayah by Burhan al-Din al-Marghinani

Muhammad Saleem
PhD Scholar's Department of Islamic Studies & Arabic
Gomal University D.I.Khan Khyber Pakhtun Khwan Pakistan
Email: qarisaleem2405@gmail.com
Dr. Muhammad Naseer
Assistant Professor, Department of Islamic Studies & Arabic
Gomal University D.I.Khan Khyber Pakhtun Khwan Pakistan
Email: m.naseer7119@gmail.com

Abstract
Testimony occupies a central position in Islamic jurisprudence as an essential means for establishing justice, protecting human rights, and maintaining social order. The Qur'an and Sunnah have laid down comprehensive principles regarding testimony, its categories, conditions, and legal implications. Muslim jurists further elaborated these principles in classical works of fiqh, developing a rich legal discourse on the subject. Among the most authoritative works in this regard are المحلیٰ by Ibn Ḥazm and الہدایہ by Burhān al-Dīn al-Marghīnānī. These works represent two significant juristic traditions and provide detailed discussions on the various categories and principles of testimony.
This study, titled "Juristic Discussions on the Categories of Testimony: An Analytical Study in the Light of al-Muḥallā by Ibn Ḥazm and al-Hidāyah by al-Marghīnānī," aims to examine the major categories of testimony and their juristic foundations in the light of these classical sources. The research highlights the legal significance, conditions, and essential elements of testimony while exploring the methodological approaches adopted by both scholars. Furthermore, the study seeks to demonstrate the importance of Islamic legal thought in establishing justice and regulating judicial procedures within society. The research adopts an analytical and descriptive methodology to present a

comprehensive understanding of the subject and to underline the scholarly value of these classical juristic works.

Keywords: Testimony, Islamic jurisprudence, al-Muhalla, al-Hidayah, Ibn Hazm, al-Marghinani, Fiqh, Justice, Judicial procedures

تمہید:

اسلامی شریعت میں نظامِ شہادت کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے، کیونکہ عدل و انصاف کے قیام، حقوق کے تحفظ اور معاشرتی امن و استحکام کا بڑا دارو مدار درست شہادت پر ہے۔ قرآنِ مجید اور سنتِ نبویہ ﷺ نے شہادت کے اصول، اس کے آداب اور اس کی مختلف صورتوں کو نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ فقہاءِ اسلام نے انہی نصوص کی روشنی میں شہادت کے مفہوم، اس کی اقسام، شرائط، ارکان اور متعلقہ احکام پر تفصیلی مباحث قائم کیے، جس کے نتیجے میں فقہی لٹریچر میں ایک عظیم علمی سرمایہ وجود میں آیا۔ شہادت محض ایک قانونی عمل نہیں بلکہ ایک دینی و اخلاقی ذمہ داری بھی ہے، جس کے ذریعے مظلوم کو انصاف اور معاشرے کو امن میسر آتا ہے۔

فقہی ذخیرے میں المحلیٰ اور الہدایہ کو بنیادی اور مستند مصادر کی حیثیت حاصل ہے۔ المحلیٰ میں امام ابنِ حزمؒ نے ظاہری منہج کے مطابق دلائلِ کتاب و سنت کی بنیاد پر مسائلِ شہادت پر بحث کی ہے، جبکہ الہدایہ میں برہان الدین المرغینانیؒ نے فقہِ حنفی کے اصول و فروع کو نہایت جامع اور مدلل انداز میں پیش کیا ہے۔ دونوں کتب اپنے فقہی مناہج، استدلالی اسلوب اور علمی مقام کے اعتبار سے اسلامی فقہ میں نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔ ان مصادر کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہاءِ اسلام نے اقسامِ شہادت کے بیان میں نہ صرف نصوصِ شرعیہ کو پیشِ نظر رکھا بلکہ معاشرتی ضروریات اور عدالتی تقاضوں کو بھی ملحوظِ خاطر رکھا ہے۔

زیرِ نظر تحقیق "فقہی مباحثِ اقسامِ شہادت کا عصری اطلاق: المحلیٰ لابنِ حزم اور الہدایہ للمرغینانی کی روشنی میں تحقیقی جائزہ" اسی اہم موضوع کا احاطہ کرتا ہے۔ اس میں اقسامِ شہادت، ان کے ارکان، شرائط اور متعلقہ فقہی مباحث کو مذکورہ کتب کی روشنی میں علمی و تحقیقی انداز میں بیان کیا جائے گا، تاکہ اسلامی قانونِ شہادت کے اصول و مباحث کو بہتر طور پر سمجھا جا سکے اور فقہی ذخیرے کی علمی اہمیت واضح ہو سکے۔

اقسام شہادت اور اس کے ارکان

فقہی اور اسلامی عدالتی نظام میں گواہی (شہادت) کو عدل کا نہایت معتبر ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ مروجہ فقہی اصول اور عدالتی روایت، عام طور پر شہادت کو مختلف بنیادی اقسام میں تقسیم کرتے ہیں، یعنی براہِ راست حسی مشاہدہ (شہادتِ عینی)، غیر مستقیم معرفت یا سماعت پر مبنی (شہادتِ سماعی)، تحریری دستاویزات (شہادتِ تحریری)،

مخصوص تعداد میں گواہوں کی شرط (شہادتِ عددی)، مخفی حالت میں دی گئی گواہی (شہادتِ خفیہ)، اور ماہرین و سائنسدانوں کی فراہم کردہ فنی یا حسی شواہد (شہادتِ حسی وفنی)۔ فقہاء اور شرعی عدالتوں کے مطابق یہ اقسامِ شہادت کے مختلف دائرہ کار اور ثبوت کی نوعیت سے ہم آہنگ ہیں، جو عدالتی معاملات میں ثبوت کے حصول اور انصاف کے قیام میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ذیل میں ان اقسام پر تفصیلی بحث کی جاتی ہے۔

- شہادتِ عینی Direct/Testimony of the Senses
- شہادتِ سماعی Hearsay/Testimony of Indirect Knowledge
- شہادتِ تحریری Written Testimony
- شہادتِ عددی Numerical Testimony
- شہادتِ خفیہ Confidential/Testimony in Private
- خفیہ شہادت (Testimony in Private)
- شہادت حسی وفنی Expert and Forensic Testimony

شہادتِ عینی Direct/Testimony of the Senses

فقہی و شرعی اعتبار سے شہادتِ عینی (Direct or Testimony of the Senses) پر مبنی شہادت کو ایک بنیادی ستون کی حیثیت حاصل ہے، کیونکہ اس میں گواہ براہِ راست اپنے مشاہدے یا سماعت کی بنیاد پر عدالتی یا شرعی کارروائی میں حقیقت پیش کرتا ہے۔ اس طرح کی گواہی سچائی کے سب سے قوی ترین ثبوت میں شمار ہوتی ہے—چونکہ گواہ نے وقوعہ خود اپنی حسوں (جہاں غالباً آنکھ یا کان شامل ہوتے ہیں) کے ذریعے دیکھا یا سنا ہو، تو اس کی شہادت عدل و انصاف کے لیے بغیر کسی درمیانی رکاوٹ یا تشکیک کے قابلِ اعتماد ہوتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں، شہادتِ عینی، براہِ راست اور یقینی ثبوت کا مؤثر ذریعہ ہے، اور فقہاء نے اسے ثبوت کے نظام کی بنیاد میں جگہ دی ہے خاص طور پر وہ معاملات جہاں گواہوں کی شفاف، واضح، اور براہِ راست گواہی نے فیصلہ سازی میں بنیاد فراہم کی ہے۔

شہادتِ عینی ایسی گواہی ہے جو گواہ نے خود اپنی حواس خمسہ، خاص طور پر آنکھوں سے دیکھنے یا کانوں سے سننے کے ذریعے حاصل کی ہو۔ اس قسم کی گواہی کو اسلامی عدالتی نظام میں سب سے زیادہ معتبر سمجھا جاتا ہے کیونکہ یہ براہِ راست مشاہدے پر مبنی ہوتی ہے اور کسی دوسرے شخص یا ذریعے کی مداخلت سے پاک ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر، اگر کسی شخص نے اپنی آنکھوں سے کسی جرم کو ہوتے ہوئے دیکھا یا اپنی سماعت سے کسی معاہدے یا بیان کو سنا

ہو، تو اس کی گواہی شہادتِ عینی کہلاتی ہے۔ قرآن مجید میں بھی گواہی کے حق اور سچائی پر زور دیا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

"وَمَا شَهِدْنَا إِلَّا بِمَا عَلِمْنَا[1]"

(اور ہم نے وہی گواہی دی جس کا ہمیں علم تھا۔)

ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ اپنی مشہور فقہی کتاب "المغني" میں لکھتے ہیں:

"الشهادة العينية هي التي تكون عن مشاهدة الحادثة بالعين أو سماعها بالأذن مباشرة[2]".

(عینی شہادت وہ ہوتی ہے جو کسی واقعے کو براہِ راست آنکھوں سے دیکھنے یا کانوں سے سننے کی بنیاد پر دی جائے۔)

یہ تعریف اسلامی قانون میں شہادت (گواہی) کی ایک قسم کی وضاحت ہے کہ عینی شہادت اس گواہی کو کہا جاتا ہے جو کسی شخص نے کسی واقعہ کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو یا اپنے کانوں سے سنا ہو۔ یہ گواہی براہ راست مشاہدہ پر مبنی ہوتی ہے مثال کے طور پر: اگر کسی شخص نے کسی دوسرے کو چوری کرتے دیکھا یا کسی کو کسی پر ظلم کرتے دیکھا تو وہ جو گواہی دے گا، وہ عینی شہادت کہلائے گی۔ عدالت میں عینی شہادت کو بہت اہمیت دی جاتی ہے، اسی طرح فقہ حنفی کی مشہور کتاب "الہدایہ "کے مصنف برہان الدین المرغینانی نے بھی شہادت کی تعریف کرتے ہوئے عینی شہادت کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔

"يُدلي الشاهد بما رآه بعينه من واقعةٍ ما، وهذه هي الشهادة الحاسمة. -[3]"

(گواہ آنکھوں سے دیکھے ہوئے کسی واقعہ کو بیان کرے، یہی شہادت فیصلہ کن ہوتی ہے۔)

اس بیان میں عینی شہادت کی قوت و اہمیت کو بیان کیا گیا ہے شہادت کا مطلب ہے کسی واقعہ یا حق کے متعلق گواہی دینا۔ جب کوئی گواہ خود اپنی آنکھوں سے کسی واقعہ کو دیکھتا ہے اور پھر اس کی خبر دیتا ہے، تو یہ گواہی براہِ راست مشاہدے پر مبنی ہوتی ہے۔ ایسی شہادت کو فقہاء نے فیصلہ کن (Decisive) کہا ہے کیونکہ اس میں گواہ کے ذاتی مشاہدے کا دخل ہوتا ہے، جس کی تصدیق اور قانونی حیثیت زیادہ مضبوط ہوتی ہے۔

معاشرتی معاملات میں شہادتِ عینی کا اطلاق

گھریلو معاملات جیسے ملکیت، نزاعِ وراثت یا جھگڑوں میں، شہادتِ عینی سب سے واضح ثبوت ہوتی ہے— خاص طور پر وہ گواہ جو جھگڑے کا براہِ راست مشاہدہ کر چکا ہو۔ معاشرتی انصاف کے لیے نسب (جنس اور والدیت) کی حقیقت کو براہِ راست گواہی معتبر طور پر تسلیم کی جاتی ہے، مثلاً کسی کے والد ہونے یا اس کے بچے کی شناخت میں۔ عدلیہ میں بعض صورتوں میں بچے کی پیدائش کی تصدیق و رشتہ خاندانی حقوق ثابت کرنے کے لیے ایک

عورت کی براہِ راست مشاہداتی گواہی کافی ہو سکتی ہے، شہادتِ عینی وہ گواہی ہے جو کسی شخص نے اپنی آنکھوں سے دیکھی یا اپنے حواس سے براہِ راست محسوس کی ہو۔ جیسا کہ قتل، چوری، زنا، جسمانی نقصان (قصاص و دیت) ان معاملات میں صرف براہِ راست گواہی معتبر ہے، کیونکہ ان کے ثبوت کے بغیر کسی پر حد یا قصاص جاری نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

"وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِجَالِكُمْ" -[4]

(اپنے مردوں میں سے دو گواہ بناؤ۔)

جرم کے حالات میں براہِ راست مظاہرہ ایسے معاشرتی زخم جیسے زیادتی یا تشدد میں، اگر کوئی عینی گواہ موجود ہو اور خود مشاہدے کی بنیاد دائرہ کار کن کرتا ہے تو اس کی گواہی عدالت میں قابلِ قبول ہوتی ہے، جبکہ یہ گواہی یا معاون شواہد کے بغیر مقدمہ بند کرنا معاشرتی بہتری کے خلاف ہوتا ہے۔ مثال: پاکستان میں صفیہ بی بی اور کائنات سومرو جیسے واقعے ایسے معاملات ہیں جہاں متاثرہ افراد کو چار گواہوں کی شرط پوری نہ ہونے کے باعث عدالت میں انصاف نہیں ملا یہ صورتحال تاکید کرتی ہے کہ اسلامی قانون میں براہِ راست مشاہدے کی شہادتِ عینی کا سماجی طور پر کتنا قوی اثر ہوتا ہے۔

ماڈرن سائنسی اور فنی شواہد میں ترقی

شہادتِ عینی صرف قاضی یا معائنہ کنندہ کا مشاہدہ ہی نہیں، بلکہ معاملہ پیچیدہ ہونے پر ماہرین (Forensic experts) کی براہِ راست حسی تشخیص بھی شمار ہوتی ہے۔ جیسا کہ فارنزک شواہد (Forensic Evidence) ماہرین جب براہِ راست حسی آلات (microscope, chemical tests, autopsy reports) کے ذریعے حقیقت کو دریافت کرتے ہیں تو یہ شہادتِ عینی کی توسیع شمار ہوتی ہے۔ ڈی این اے ٹیسٹنگ (DNA Testing): نسب یا مجرمانہ واقعات میں، ماہرین کی براہِ راست مشاہداتی رپورٹ گواہی کے درجے میں شمار کی جاتی ہے۔[5] ڈیجیٹل ریکارڈ: (Digital Records) سی سی ٹی وی فوٹیج، آڈیو/ویڈیو کلپس اور ڈیجیٹل دستاویزات کو بھی عدالتیں اب شہادتِ عینی کے قریب تصور کرتی ہیں، کیونکہ یہ براہِ راست مشاہدہ کا متبادل ہے۔ Studocu کا بیان ہے کہ

"Modern Islamic courts incorporate forensic evidence, DNA testing, and digital records to support complaints and claims, reflecting the Quranic encouragement of knowledge and truth."[6]

(جدید اسلامی عدالتیں فارنزک شواہد، ڈی این اے ٹیسٹنگ اور ڈیجیٹل ریکارڈز کو شکایات اور دعووں کے اثبات کے لیے شامل کرتی ہیں، جو قرآنِ کریم کی اس تعلیم کی عکاسی ہے کہ علم اور سچائی کو اپنایا جائے۔)

الغرض شہادتِ عینی معاشرتی معاملات میں عدالتی انصاف کی بنیاد ہوتی ہے، خاص طور پر جب واقعہ براہِ راست محسوس یا دیکھا گیا ہو (مثلاً جھگڑا، مالی تنازع، نسب) خواتین یا ماہرین کی مخصوص معلومات براہِ راست صادق ہوں جدید دنیا میں فنی یا سائنسی حواسِ مشاہدہ شامل ہوں جیسے DNA، فورنزک رپورٹ یہ سارے معاملات ظاہر کرتے ہیں کہ فقہاء اور عدلیہ نے براہِ راست حسی گواہی کو شریعت کے تحت معتبر قرار دیا ہے، تاکہ معاشرتی انصاف اور انسانی حقوق پر مبنی انصاف یقینی بن سکے۔

شہادتِ سماعی Hearsay/Testimony of Indirect Knowledge

شہادتِ سماعی وہ گواہی ہے جو گواہ نے کسی دوسرے شخص کے بیان یا خبر پر مبنی طور پر پیش کی ہو، بجائے اس کے کہ اس نے خود کسی واقعے کا مشاہدہ یا سماعت کی ہو۔ اس قسم کی گواہی براہِ راست تجربے کے بجائے دوسرے افراد کی فراہم کردہ معلومات پر منحصر ہوتی ہے، اور اسلامی قانون میں اس کی حیثیت کمزور سمجھی جاتی ہے، کیونکہ اس میں حقیقت کے مطابق بیان کی صداقت کا احتمال کم ہوتا ہے۔ البتہ، بعض مخصوص معاملات، جیسے وصیت یا نسب کے معاملات میں، شہادتِ سماعی کو قبول کیا جا سکتا ہے مثال: کسی واقعے کی خبر کسی اور سے سن کر دی جائے علاء الدین ابو بکر بن مسعود الکاسانی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور فقہی کتاب "بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع" میں سماعی شہادت (Indirect/Testimonial Evidence) کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

"الشهادة السمعية: هي التي تعتمد على السماع من الآخرين دون رؤية مباشرة[7]".

(سماعی شہادت وہ ہے جو دوسروں سے سننے پر مبنی ہو، بغیر کسی براہِ راست مشاہدے کے۔)

اس اقتباس میں شہادت کی دوسری قسم یعنی سماعی شہادت (Hearsay Evidence) کی تعریف بیان کی گئی ہے:

سماعی شہادت ایسی گواہی ہوتی ہے جو کسی واقعے کو براہِ راست دیکھے یا سنے بغیر، کسی اور کی زبانی سن کر دی جائے۔ مثال کے طور پر:

اگر ایک شخص یہ کہے": مجھے فلاں نے بتایا کہ اُس نے چوری ہوتے دیکھی"تو یہ گواہی سماعی (indirect) کہلائے گی، کیوں کہ وہ گواہ خود واقعے کا شخصی مشاہدہ نہیں رکھتا۔ شریعت میں ایسی شہادت کو عمومی طور پر قابلِ قبول نہیں سمجھا جاتا، خصوصاً فوجداری مقدمات میں۔ البتہ بعض فقہی و عدالتی امور میں (مثلاً معروف

باتوں، تواتر، یا بعض مالی معاملات میں)، اس قسم کی شہادت بعض شرائط کے ساتھ قابلِ غور ہوتی ہے۔ عینی شہادت کو اصل اور مضبوط شہادت قرار دیا گیا ہے۔ سماعی شہادت کو عمومی طور پر ضعیف یا ثانوی حیثیت حاصل ہے، خاص طور پر حدود یا قصاص جیسے معاملات میں۔ فقہائے کرام نے شہادت کی اقسام کو نہایت باریکی سے بیان کیا ہے، اور صاحبِ ہدایہ، برہان الدین المرغینانیؒ نے بھی سمعی شہادت (Hearsay or Auditory Testimony) کے بارے میں مخصوص شرائط کے تحت اس کی قبولیت کو واضح کیا ہے۔

"یعنی گواہ کسی چیز کو سن کر اس کی شہادت دے ٗجن امور کا تعلق مسموعات سے ہو ٗان میں سمعی شہادت اتنی ہی معتبر ہوتی ہے جتنی عینی شہادت ہے"۔[8]

اس قول سے معلوم ہوا کہ سمعی شہادت اس صورت میں معتبر ہو سکتی ہے جب واقعہ خود سننے سے متعلق ہو، نہ کہ دیکھنے سے۔ مثلاً نکاح کے ایجاب و قبول کے الفاظ کو سننا، طلاق کے الفاظ سننا، کسی کا اقرارِ جرم سننا یہ سب سماعی حقائق ہیں، جن کا براہِ راست سُننا ہی اصل شہادت ہے۔ ایسے معاملات میں جہاں "سننا" اصل ذریعہ ہو، وہاں سمعی شہادت، عینی شہادت کے برابر درجہ رکھتی ہے۔

معاشرتی مسائل میں اطلاق

شریعتِ اسلامیہ میں شہادت کو معاشرتی اور عدالتی فیصلوں کے لیے بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ تاہم تمام معاملات میں عینی شہادت (براہِ راست مشاہدہ) ممکن نہیں ہوتا۔ بہت سے سماجی اور خاندانی مسائل ایسے ہیں جن میں واقعہ کی حقیقت براہِ راست دیکھنا یا سننا دشوار بلکہ ناممکن ہوتا ہے۔ اس صورت میں فقہائے کرام نے شہادتِ سماعی (Hearsay/Testimony of Indirect Knowledge) یا استفاضہ و شہرت کو معتبر قرار دیا ہے۔ اس سے مراد ایسی گواہی ہے جو براہِ راست مشاہدہ پر مبنی نہ ہو، بلکہ معاشرتی شہرت اور عوامی خبر کے طور پر منتقل ہو۔ اس اصول کی بدولت نکاح، طلاق، نسب، اور وفات جیسے مسائل میں عدالتی اور معاشرتی فیصلے ممکن ہو پاتے ہیں، اور حقوق وذمہ داریاں ضائع ہونے سے بچ جاتی ہیں۔

نسب (Parentage) کے معاملات میں جیسا کہ کسی بچے کے والدین کی شناخت یا خاندانی تعلقات میں شہادتِ سماعی اکثر استعمال ہوتی ہے۔ مثال: کسی گاؤں یا بستی کے لوگ متفقہ طور پر یہ بیان دیں کہ فلاں بچہ فلاں مرد و عورت کا ہے، اگرچہ انہوں نے خود پیدائش کو نہیں دیکھا۔ فقہاء کے مطابق یہ شہادت استفاضہ (یعنی مشہور و معروف خبر) کے زمرے میں معتبر ہے۔ نسب کا تعین معاشرتی تعلقات اور وراثتی حقوق کی بنیاد ہے۔ چونکہ ہر

شخص براہِ راست پیدائش کا مشاہدہ نہیں کر سکتا، اس لیے نسب میں سماعی شہادت (استفاضہ) معتبر ہے۔ جیسا کہ ابن ہمام لکھتے ہیں۔

"تُقْبَلُ الشَّهَادَةُ بِالِاسْتِفَاضَةِ فِي النَّسَبِ... لِأَنَّهُ مِمَّا يَتَعَذَّرُ فِيهِ الْمُشَاهَدَةُ9".

(نسب میں استفاضہ کے ذریعہ شہادت قبول کی جاتی ہے کیونکہ اس میں براہِ راست مشاہدہ دشوار ہوتا ہے۔)

اسی طرح وفات کے بعد عدت، وراثت اور نکاح جیسے مسائل مرتب ہوتے ہیں۔ اس لیے وفات کی خبر جب معاشرے میں مشہور ہو جائے تو سماعی شہادت کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ کاسانی، بدائع الصنائع، میں لکھتے ہیں

"تُقْبَلُ الشَّهَادَةُ بِالِاسْتِفَاضَةِ فِي الْمَوْتِ، لِأَنَّهُ يَشِيعُ وَيَشْتَهِرُ10".

(وفات میں استفاضہ سے شہادت قبول کی جاتی ہے، کیونکہ یہ خبر معاشرے میں عام اور مشہور ہو جاتی ہے)

نکاح کا ایجاب و قبول ہر شخص براہِ راست نہیں سنتا، لیکن جب کسی علاقے یا خاندان میں نکاح کی خبر مشہور ہو جائے تو یہ شہادتِ سماعی کے طور پر تسلیم کی جاتی ہے۔ جیسا کہ ابن قدامہ، المغنی، میں لکھتے ہیں

"النِّكَاحُ يُثْبَتُ بِالِاسْتِفَاضَةِ وَالشُّهْرَةِ11".

(نکاح استفاضہ اور شہرت کے ذریعے ثابت ہو جاتا ہے)

بعض اوقات طلاق کا ایجاب و قبول سب کے سامنے نہیں ہوتا، لیکن جب یہ خبر کسی معاشرتی دائرے میں مشہور ہو جائے تو بعض فقہی مکاتبِ فکر کے نزدیک اسے شہادتِ سماعی کے طور پر تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ الغرض شہادتِ سماعی ان مسائل میں معتبر ہے جن میں براہِ راست مشاہدہ ممکن نہیں ہوتا۔ اس کا اطلاق خصوصاً نسب، وفات، نکاح اور بعض صورتوں میں طلاق پر ہوتا ہے۔ فقہائے کرام نے اس کو تسلیم کر کے انسانی معاشرت کو آسانی اور عدالتی نظام کو وسعت بخشی ہے۔

شہادتِ تحریری Written Testimony

شہادتِ تحریری وہ گواہی ہے جو کسی واقعے یا معاہدے کے ثبوت کے طور پر تحریری شکل میں پیش کی جائے۔ اس میں دستاویزات، خطوط، یا تحریری معاہدے شامل ہوتے ہیں جو کسی معاملے کی تصدیق یا قانونی حقائق کی وضاحت کرتے ہیں۔ اسلامی قانون میں تحریری شہادت کو معتبر مانا جاتا ہے، خاص طور پر جب یہ قابل اعتماد ذرائع سے تیار کی گئی ہو اور اس کی تصدیق ممکن ہو۔ قرآن مجید میں تحریری معاہدات کا ذکر ان کی اہمیت پر زور دیتا ہے:

"وَلَا تَسْأَمُوا أَنْ تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ أَجَلِهِ[12]"

(اور کسی معاملے کو چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا، مقررہ مدت تک کے لیے تحریر میں لانے سے نہ ہچکچاؤ۔)

تحریری شہادت عدالتی کارروائیوں میں اضافی تصدیق کے لیے اہم ہوتی ہے اور فریقین کے حقوق و ذمہ داریوں کو محفوظ رکھنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ السرخسی، شمس الدین محمد بن أحمد، المبسوط، میں فرماتے ہیں

"الشهادة الكتابية تكون من خلال وثائق مكتوبة تُقدَّم لإثبات الحقوق[13] "

(تحریری شہادت (Written Testimony) وہ ہوتی ہے جو تحریری دستاویزات (documents) کے ذریعے دی جائے، جو حقوق ثابت کرنے کے لیے پیش کی جاتی ہیں۔)

یہ اقتباس اسلامی قانون میں شہادت کے ذرائع کے تنوع کو واضح کرتا ہے، خاص طور پر تحریری شہادت (الشھادۃ الکتابیۃ) کی اہمیت کو یعنی تحریری شہادت سے مراد ایسی شہادت ہے جو کسی تحریری دستاویز کے ذریعے دی جائے۔ یہ شہادت گواہوں کے بجائے تحریری ثبوت پر مبنی ہوتی ہے، مثلاً: معاہدے (Contracts)، رسیدیں (Receipts)، رجسٹری ریکارڈز، عدالت میں پیش کردہ بیانِ حلفی (Affidavits) وصیت نامے (Wills) میں کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

فقہی حیثیت:

شریعت اسلامی میں تحریری شہادت کو بعض خاص صورتوں میں معتبر سمجھا جاتا ہے۔ خاص طور پر جب: گواہ موجود نہ ہوں، یا تحریری ثبوت محفوظ و معتبر ہو، یا گواہوں کی گواہی تحریری صورت میں درج ہو گئی ہو (مثلاً قاضی کے سامنے لکھا گیا فیصلہ یا گواہی) قرآن مجید میں بھی تحریری دستاویز کی اہمیت کا ذکر آیا ہے:

"يا أَيُّهَا الَّذينَ آمَنوا إِذا تَداينتُم بِدَينٍ إِلى أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبوهُ 14

(اے ایمان والو! جب تم کسی مقررمدت تک قرض کا لین دین کرو، تو اسے لکھ لیا کرو۔)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ تحریری ثبوت کو شرعی طور پر بھی اہمیت حاصل ہے۔ جیسا کہ اس کی عملی مثالیں، نکاح نامہ (تحریری ثبوتِ نکاح) وراثتی دستاویزات مالی لین دین کے معاہدے عدالت میں پیش کی گئی تحریری گواہیاں وغیرہ

معاشرتی مسائل میں اطلاق

شہادت کا ایک اہم پہلو تحریری شہادت ہے۔ اسلامی عدالتی نظام میں اگرچہ اصل شہادت کا مدار گواہوں کے زبانی بیان پر ہے، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ فقہاء نے تحریری شہادت کو بھی معتبر مانا ہے، خاص طور پر ان معاملات میں جہاں تحریر کسی معاملے کو محفوظ رکھنے یا حق کے اثبات کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ قرآنِ کریم نے بھی مالی معاملات میں تحریر کو اہمیت دی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ15"

(اے ایمان والو! جب تم کسی مقررہ وقت تک کے لیے قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔)

فقہاء کے نزدیک اگر کوئی شخص اپنا حق ثابت کرنے کے لیے تحریری دستاویز (کتابت) پیش کرے اور اس پر گواہان کے دستخط یا تصدیق موجود ہو تو یہ معتبر شہادت میں شامل ہے۔ امام سرخسی نے لکھا:

"الكتاب حجة معتبرة إذا كان بخط القاضي أو شهد عليه العدول[16]".

(تحریر حجتِ معتبر ہے جب قاضی کے خط سے ہو یا عادل گواہوں نے اس پر گواہی دی ہو۔)

اسی طرح تحریری دستاویزی شہادت معاشی معاملات(Financial Transactions) قرض، خرید و فروخت، کرایہ داری یا شراکت داری کے معاملات میں تحریری دستاویز سب سے مضبوط شہادت سمجھی جاتی ہے۔ مثلاً کسی شخص نے قرض دیا اور تحریری رسید موجود ہے تو یہ شہادتِ تحریری اس کے حق میں دلیل بنے گی۔ اسی طرح وصیت(Will/Testament) کسی کی وصیت تحریری طور پر لکھی ہوئی ہو تو اس کا اعتبار کیا جاتا ہے، بشر طیکہ گواہان یا معتبر شہادت اس کے ساتھ ہو۔ اور اسی طرح معاہدات(Contracts) میں نکاح نامہ، خرید و فروخت کے ایگریمنٹ، یا ملازمت کے معاہدے کی صورت میں تحریری شہادت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ عدالتی فیصلے اور سرکاری ریکارڈ وغیرہ میں قاضی یا سرکاری دفتر کی تحریر (رجسٹری، نکاح نامہ، وراثت کا اندراج) کو معتبر شہادت سمجھا جاتا ہے۔ شہادتِ تحریری زبانی گواہی کی معاون اور بعض اوقات اس کے قائم مقام بھی ہوتی ہے۔ فقہائے اسلام نے اسے معتبر قرار دیا، خصوصاً وہاں جہاں تحریری دستاویز معتبر گواہی کے ساتھ ثابت ہو۔ قرآن مجید نے تحریری شہادت کو معاشی اور مالی لین دین میں لازمی قرار دے کر اس کی اہمیت واضح کر دی۔

معاصر اطلاق

آج کے عدالتی نظام میں Documentary Evidence نہایت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اسلامی قانون کے فقہی اصول جدید قانونی نظام میں دستاویزی ثبوت کے اعتبار کی تائید کرتے ہیں، بشر طیکہ: وہ جعل سازی سے پاک ہو، اصل ہو یا معتبر نقل ہو گواہی یا معاہدہ تحریر کرنے والے اشخاص معتبر ہوں۔

تحریری شہادت فقہ اسلامی میں ایک تسلیم شدہ شہادت کی قسم ہے، جو تحریری دستاویزات کے ذریعے حقوق کو ثابت کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ اگرچہ اصل اصول شہادت بالمشافہہ (عینی یا سماعی) ہے، لیکن بعض شرائط و سیاق میں تحریری شہادت بھی فیصلے کی بنیاد بن سکتی ہے۔

شہادتِ عددی Numerical Testimony

شہادتِ عددی وہ گواہی ہے جو کسی معاملے میں گواہوں کی ایک مخصوص تعداد کی شرط پر دی جاتی ہے۔ اسلامی شریعت میں بعض معاملات میں گواہوں کی تعداد کو اہمیت دی گئی ہے تاکہ انصاف کی یقین دہانی ہو اور کسی شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔ مثال کے طور پر، نکاح، طلاق، یا حد زنا جیسے معاملات میں گواہوں کی مخصوص تعداد کو ضروری قرار دیا گیا ہے حد زنا کے لیے :چار عادل گواہوں کی شہادت ضروری ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

"وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً[17]"

(اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر الزام لگائیں اور چار گواہ پیش نہ کریں تو انہیں اسی کوڑے مارو۔)

معاشی معاملات میں :مالی معاملات یا قرض کے معاہدے میں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے، جیسا کہ قرآن کہتا ہے:

"وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ، فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ[18]"

(اور دو مردوں کو گواہ بنالو، اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں۔)

شہادتِ عددی کا مقصد انصاف کو یقینی بنانا اور فیصلے کو مضبوط بنیاد فراہم کرنا ہے، تاکہ کسی بھی قسم کی دھوکہ دہی یا جھوٹے الزامات کا سدباب کیا جاسکے۔

معاشرتی مسائل میں اطلاق

اسلامی عدالتی نظام میں شہادت صرف کسی ایک فرد کے بیان پر منحصر نہیں بلکہ بعض اوقات گواہوں کی تعداد (Numerical Strength) کو بھی اہمیت حاصل ہے۔ یہ اصول اس بات پر مبنی ہے کہ کچھ معاملات میں ایک شخص کی گواہی پر مکمل اعتبار نہیں کیا جاسکتا بلکہ گواہوں کی ایک مقررہ تعداد ضروری قرار دی گئی ہے تاکہ انصاف کے تقاضے پورے ہوں اور جھوٹ یا شبہ کی گنجائش نہ رہے۔ اسے فقہاء نے شہادتِ عددی کہا ہے۔ فقہائے اسلام نے نصوصِ قرآنی اور احادیث کی روشنی میں مختلف معاملات کے لیے گواہوں کی مخصوص تعداد مقرر کی ہے۔ جیسا کہ مالی معاملات : قرض، بیع، کرایہ داری وغیرہ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

"وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ[19]"

(اور اپنے میں سے دو مردوں کو گواہ بنالو، اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں، جنہیں تم گواہوں میں پسند کرتے ہو۔)

اس سے معلوم ہوا کہ مالی معاملات میں کم از کم دو مرد یا ایک مرد + دو عورتیں ضروری ہیں۔ اسی طرح زنا کے مقدمات کے بارے میں قرآن میں ارشاد ہے:

"فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِّنكُمْ20"

(ن عورتوں پر اپنے میں سے چار گواہ لے آؤ۔)

اس سے ثابت ہوا کہ زنا کے مقدمے میں کم از کم چار عادل مرد گواہ ضروری ہیں۔ جیسا کہ امام ابن ہمام، فتح القدیر میں لکھتے ہیں کہ

"الْأَشْيَاءُ تَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الْمَقَاصِدِ، فَيَكْتَفِي فِي بَعْضِهَا بِشَاهِدٍ وَاحِدٍ، وَيُشْتَرَطُ فِي بَعْضِهَا أَرْبَعَةٌ، كَالزِّنَا21".

(چیزیں مقاصد کے اختلاف سے مختلف ہو جاتی ہیں، اس لیے بعض میں ایک گواہ کافی ہے اور بعض میں چار شرط ہیں، جیسے زنا میں۔)

اسی طرح شہادتِ عددی لعان وغیرہ میں بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اگر شوہر بیوی پر زنا کا الزام لگائے تو اس کے لیے گواہوں کی تعداد نہیں بلکہ چار مرتبہ قسم اٹھانا لازم ہے، پانچویں بار لعنت بھیجنا۔

ہلال (چاند دیکھنا) رمضان کے چاند پر ایک عادل مسلمان کی شہادت بھی کافی ہے۔ جبکہ عید الفطر کے چاند کے لیے دو گواہ ضروری ہیں۔ اور اسی طرح نکاح (Marriage Contract) میں بھی عددی شہادت نکاح میں کم از کم دو عادل مرد گواہ شرط ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"لا نكاح إلا بولي وشاهدي عدل22"

(ولی اور دو عادل گواہوں کے بغیر نکاح نہیں۔)

اسی طرح حدِ قذف میں بھی اسی شہادت کا اطلاق ہوا گر کوئی کسی پر زنا کا الزام لگائے اور چار گواہ پیش نہ کرے تو اس پر قذف کی حد (80 کوڑے) لگائی جائے گی۔ قرآن اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

"ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً23"

(اور اگر چار گواہ پیش نہ کرے تو اس کو (80 کوڑے) لگائے جائے)

الغرض شہادتِ عددی سے مراد شہادت کے لیے مخصوص تعداد کا ہونا ہے۔ مالی معاملات میں 2 گواہ، زنا میں 4 گواہ، اور چاند دیکھنے میں بعض اوقات 1 یا 2 گواہ کافی ہیں۔ اس کا مقصد جھوٹ اور شبہ کو دور کر کے انصاف کو یقینی بنانا ہے۔

شہادتِ خفیہ Confidential/Testimony in Private

شہادتِ خفیہ وہ گواہی ہے جو کسی خاص وجہ سے عوامی طور پر نہیں بلکہ نجی ماحول میں دی جاتی ہے۔ یہ طریقہ کار ان معاملات میں اپنایا جاتا ہے جہاں گواہ یا مظلوم کی حفاظت مقصود ہو یا جہاں عوامی گواہی دینے سے گواہ کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ خفیہ گواہی دینے کا مقصد انصاف کی فراہمی کو یقینی بنانا ہے، خاص طور پر ان حالات میں جہاں گواہ پر دباؤ، دھمکی، یا نقصان کا خطرہ ہو سکتا ہے۔ اسلامی شریعت میں مظلوموں کی حفاظت اور انصاف کے قیام پر زور دیا گیا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

"وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ"[24]

(اور گواہی کو نہ چھپاؤ، اور جو اسے چھپائے گا، اس کا دل گناہگار ہو گا۔)

خفیہ گواہی کی اجازت مخصوص حالات میں دی جاتی ہے، جیسے کہ کسی مظلوم کی جان یا عزت کی حفاظت کے لیے۔

گواہ کو کسی خطرناک فرد یا گروہ سے نقصان پہنچنے کا خدشہ ہو۔ اور عدالت کے قاضی کے حکم پر، جہاں خفیہ گواہی ضروری سمجھی جائے۔ یہ طریقہ انصاف کی روح کو برقرار رکھتے ہوئے گواہ اور مظلوم دونوں کی سلامتی کو یقینی بناتا ہے۔ برہان الدین ابن فرحون المالکیؒ معروف فقہی و عدالتی کتاب "تبصرة الحكام في أصول الأقضية ومناهج الأحكام " میں عدالتی انصاف، شہادت کی اقسام اور گواہوں کے تحفظ سے متعلق ہے۔ کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"قد تكون الشهادة سرية إذا كانت هناك خطورة على حياة الشاهد[25]".

(کبھی شہادت خفیہ (Secret Testimony) بھی ہو سکتی ہے، اگر گواہ کی جان کو خطرہ لاحق ہو۔)

اس جملے سے یہ اہم اصول اخذ ہوتا ہے کہ اسلامی عدالتی نظام صرف ظاہر داری یا رسمی کارروائیوں پر منحصر نہیں، بلکہ انسانی جان کی حرمت، تحفظِ نفس، اور عدل کے مابین ایک متوازن حکمتِ عملی پر قائم ہے۔ اسلامی شریعت کا مقصد صرف سچ کو ظاہر کرنا نہیں بلکہ اس عمل میں شامل افراد کی عزت، جان، اور وقار کا تحفظ بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی گواہ کسی ایسے مجرم کے خلاف گواہی دینے والا ہو جس سے اس کی زندگی کو خطرہ لاحق ہو۔

جیسے قاتل، دہشت گرد، با اثر سیاسی یا قبائلی شخص، یا کوئی بدنام زمانہ مجرم—تو قاضیِ شرع کو اختیار حاصل ہے کہ وہ شہادت کو خفیہ انداز میں لے، اور گواہ کی شناخت کو محفوظ رکھے۔

یہ اصول جدید دنیا میں وِٹنس پروٹیکشن پروگرام (Witness Protection Program) کی اسلامی نظیر کے طور پر بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ آج کی عدالتیں بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہیں کہ بعض مقدمات میں گواہوں کو عام ماحول میں گواہی دینا ممکن نہیں ہوتا، کیونکہ ان پر دباؤ، خوف، یا جانی خطرہ ہوتا ہے۔

مزید برآں، یہ اصول نہ صرف گواہوں کے تحفظ کا ضامن ہے بلکہ انصاف کے قیام کو بھی یقینی بناتا ہے۔ اگر گواہ ڈر کے مارے خاموش ہو جائے یا عدالت میں آنے سے انکار کر دے، تو مجرم دندناتا پھرے گا اور عدل کا نظام مفلوج ہو جائے گا۔ لیکن جب گواہ کو یہ اطمینان حاصل ہو کہ اس کی جان و مال محفوظ ہے اور عدالت اس کے تحفظ کو یقینی بنائے گی، تو وہ بے خوف ہو کر سچائی بیان کر سکے گا، جو انصاف کا اصل مقصد ہے۔

معاشرتی مسائل میں اطلاق

شریعتِ اسلامیہ میں گواہی کا بنیادی مقصد انصاف کا قیام اور حقوق کی حفاظت ہے۔ بعض اوقات ایسے معاملات پیش آتے ہیں جنہیں عام مجلس میں بیان کرنا ممکن یا مناسب نہیں ہوتا، مثلاً عزت و عفت سے متعلق مقدمات، خاندانی تنازعات،

مالی راز داری کے مسائل، ریاستی یا سیکیورٹی معاملات ایسے مواقع پر فقہاء نے اجازت دی ہے کہ گواہی قاضی کے سامنے خفیہ طور پر دی جا سکتی ہے، تاکہ شرم و حیاء، راز داری اور فتنہ و فساد سے بچا جا سکے۔ اسے فقہی اصطلاح میں الشهادة في السرّ یا الشهادة عند الحاكم دون غيره کہا جاتا ہے۔ عورتوں یا حجاب والے معاملات میں ابن قدامہ لکھتے ہیں:

"إذا احتيج إلى سماع شهادة النساء فيما لا يطلع عليه الرجال، جاز للقاضي أن يسمع شهادتهن في خلوة[26]".

(جب عورتوں کی شہادت کی ضرورت ہو ان معاملات میں جن پر مرد مطلع نہیں ہوتے، تو قاضی کے لیے جائز ہے کہ ان کی شہادت علیحدگی میں سنے۔)

اسی طرح اس شہادت کا اطلاق ریاستی خفیہ امور یا سیکیورٹی کے مقدمات میں بھی بعض اوقات گواہان کی شناخت اور گواہی کو عام کرنا نقصان دہ ہوتا ہے۔ فقہاء نے قاضی کو اس بات کی اجازت دی ہے کہ وہ ضرورت کے مطابق گواہی ذاتی مجلس میں یا خاص معتمد افراد کے ساتھ سن سکتا ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے

خفیہ شہادت (Testimony in Private) اور جدید عدالتی نظام میں اس کے اطلاق

خفیہ شہادت (Confidential/Testimony in Private) "وہ حالات جب عدالت عام سماعت کے بجائے ان-کیمرہ کارروائی کرتی ہے، یا گواہوں کی شناخت/سلامتی کے لیے خصوصی انتظامات (Witness Protection) مہیا کرتی ہے۔ خفیہ شہادت/ان-کیمرہ کارروائی کیا ہے؟ عام قاعدہ یہ ہے کہ عدالتی کارروائی اعلانیہ ہو؛ مگر بعض حساس نوعیت کے مقدمات میں عدالت گواہ، متاثرہ فریق یا انصاف کے مفاد کی حفاظت کے لیے عدالت کو بند دروازوں کے پیچھے چلاتی ہے، یا گواہ کی شناخت چھپانے/ڈیوٹی دینے کے لیے خصوصی طریقے اپناتی ہے—جیسے ویڈیو لنک، اسکرین، آواز/چہرہ بگاڑ (distortion) ، فرضی نام، یا ریکارڈ/رپورٹنگ پر پابندی۔ برطانیہ میں اسے Special Measures کہا جاتا ہے؛ یوتھ جسٹس اینڈ کریمنل ایویڈنس ایکٹ 1999 کے تحت ایسی تدابیر کی تفصیل موجود ہے۔ Crown Prosecution Service

پاکستان: اہم مثالیں اور قواعد

اینٹی ریپ (تحقیقات و ٹرائل) ایکٹ 2021 : دفعہ 12 کے تحت عدالت متاثرہ/گواہ کے لیے اسکرین، ویڈیو لنک، اور ان-کیمرہ سماعت سمیت خصوصی حفاظتی تدابیر اختیار کر سکتی ہے، تاکہ شہادت باوقار اور غیر مرعوب ماحول میں ریکارڈ ہو۔

سندھ وٹنس پروٹیکشن ایکٹ 2013 : گواہوں کی شناخت پوشیدہ رکھنے، ان-کیمرہ سماعت، ویڈیو کانفرنسنگ، اور حتیٰ کہ نقل مکانی/نئی شناخت جیسی سہولتیں فراہم کی جا سکتی ہیں؛ میڈیا/رپورٹنگ پر پابندی کا اختیار بھی دیا گیا ہے۔ جنسی جرائم—متاثرہ کی نجی گواہی، اسکرین کے پیچھے بیان، یا ویڈیو لنک پر گواہی؛ 2021ء کے قانون نے یہ راستہ واضح کیا۔ سنگین منظم جرائم/دہشت گردی—سندھ قانون کے تحت شناخت خفیہ، نقل مکانی، اور ان-کیمرہ سماعت/ویڈیو لنک ممکن۔[27] قرار دیا؛ اس میں خطرے کی درجہ بندی، شناخت پوشیدہ رکھنے، رہائش/نقل مکانی، اور دیگر حفاظتی تدابیر شامل ہیں۔ جنسی جرائم—دفعہ 327(2) کے تحت بند کمرہ سماعت، نام/تصاویر کی اشاعت پر قدغن۔ خطرہ زدہ گواہ—اسکیم 2018 کے تحت خطرے کے مطابق پولیس اسکارٹ، محفوظ رہائش، یا نقل مکانی/فرضی شناخت دی جا سکتی ہے۔[28] عدالتیں خوف/دباؤ کے زیر اثر یا کمزور گواہوں کے لیے پرائیویٹ شہادت، لائیو لنک، اسکرین، انٹر میڈیریز، کمیونیکیشن ایڈز وغیرہ کی اجازت دیتی ہیں؛ مقصد یہ ہے کہ شہادت کے معیار کو زیادہ سے زیادہ بہتر بنایا جا سکے۔[29] مثالیں: گھریلو/جنسی تشدد کے کیسز—گواہ الگ کمرے سے لائیو لنک پر بیان دیتے ہیں، عوام/میڈیا کی موجودگی محدود کی جاتی ہے۔

امریکہ: وفاقی وٹنس سکیورٹی پروگرام(WITSEC)

یو ایس مارشلز سروس کا Witness Security Program (WITSEC) سنگین منظم جرائم، گینگز/دہشت گرد تنظیموں کے خلاف گواہوں کو چوبیس گھنٹے تحفظ، نئی شناخت، عارضی مالی مدد وغیرہ مہیا کرتا ہے؛ 1970 سے پروگرام کے قانونی ڈھانچے کی تشکیل ہوئی، بعد ازاں 1984 کی Witness Security Reform Act نے دائرہ کار واضح کیا۔ تازہ فیکٹ شیٹس میں 19,000+ شرکاء کے تحفظ کا ذکر ملتا ہے۔[30] مثال: مافیا/گینگ مقدمات—گواہ اور اہلِ خانہ کی منتقلی و نئی شناخت؛ ٹرائل کے دوران سخت سکیورٹی اور بسا اوقات عدالت میں محدود رسائی/سیل بند کارروائی۔U.S. Marshals Service

بین الاقوامی عدالتیں ICC/ICTY/ICTR :

روم اسٹاٹیوٹ آرٹیکل 68 اور آئی سی سی کے قواعد (Rule 87): عدالت شہادت کے معیار اور فریقین کے حقوق کے توازن کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان-کیمرہ سیشنز، آواز/تصویر کی پردہ داری، شناخت مخفی رکھنے جیسی تدابیر اختیار کر سکتی ہے۔[31]International Criminal Court ICRC IHL Databases

یو این او ڈی سی کی Good Practices میں کمرۂ عدالت اور عدالت سے باہر دونوں طرح کے تحفظ (مثلاً ویڈیو لنک، سیف ہاؤس، پولیس اسکارٹ، نقل مکانی) کی سفارشات دی گئی ہیں۔

جنگی جرائم/انسانیت کے خلاف جرائم—بند کمرہ گواہی، چہرہ/آواز بگاڑ کر کھلی عدالت میں نشر، یا مکمل بندش؛ مقصد گواہ کی جان/عفت/رازداری کا تحفظ ہے۔[32]

ہر نظام میں بنیادی اصول اوپن جسٹس ہے؛ مگر جب خوف/دہشت سے شہادت کا معیار متاثر ہو تو عدالت ضرورت اور تناسب (necessity & proportionality) کے معیار پر خفیہ کارروائی/خصوصی تدابیر اپناتی ہے—جیسے برطانیہ کی CPS گائیڈنس میں "شہادت کے معیار کو زیادہ سے زیادہ بہتر" بنانے کو معیار قرار دیا گیا ہے۔ فیصلے عموماً (ممکنہ حد تک) علانیہ سنائے جاتے ہیں تاکہ شفافیت برقرار رہے۔

الغرض شہادتِ خفیہ وہ شہادت ہے جو عوامی طور پر بیان کرنے کے بجائے قاضی یا متعلقہ اتھارٹی کے سامنے علیحدگی یا رازداری میں دی جاتی ہے۔ اس کا مقصد: عزت و آبرو کی حفاظت، فتنہ و فساد سے بچاؤ، اور انصاف کو یقینی بنانا ہے۔ اس کا اطلاق عورتوں کے معاملات، خاندانی تنازعات، فحاشی کے مقدمات، اور ریاستی و حفاظتی امور میں ہوتا ہے۔

شہادت حسی وفنی Expert and Forensic Testimony

شہادتِ ماہر وہ گواہی ہے جو کسی ایسے فرد کی طرف سے دی جاتی ہے جو کسی مخصوص شعبے میں مہارت رکھتا ہو، جیسے میڈیکل رپورٹس، فورنزک شواہد، یا تکنیکی معائنہ۔ یہ گواہی ان معاملات میں اہمیت رکھتی ہے جہاں عام افراد یا عدالت کے لیے کسی معاملے کی پیچیدگی کو سمجھنا ممکن نہ ہو، اور ماہر کی رائے یا تجزیہ انصاف کی فراہمی میں مددگار ہو۔ اسلامی فقہ میں ماہرین کی گواہی کو معتبر تسلیم کیا گیا ہے، خاص طور پر ایسے معاملات میں جہاں فیصلے کا انحصار مخصوص معلومات پر ہو۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"الشهادة الفنية تعتمد على رأي الخبراء في مسائل تتطلب معرفة متخصصة[33]".

(فنی شہادت ان معاملات میں ماہرین کی رائے پر مبنی ہوتی ہے جن کے لیے خاص مہارت اور تخصصی علم کی ضرورت ہوتی ہے۔)

اس جملے میں شہادتِ فنی (Expert Testimony) کا مفہوم بیان کیا گیا ہے، جو آج کی جدید عدالتی نظام کا ایک نہایت اہم جزو بن چکا ہے اور اسلامی فقہ میں بھی اس کی بنیاد موجود ہے۔ شہادتِ فنی اس وقت پیش کی جاتی ہے جب عدالت کو کسی ایسے معاملے میں فیصلہ کرنا ہو جس میں عام علم یا مشاہدہ کافی نہ ہو بلکہ تخصصی مہارت یا تکنیکی تجربے کی ضرورت ہو۔ اس قسم کی شہادت ماہرینِ فن (Experts) دیتے ہیں، جیسے طبی ماہر (Doctor) — زخم، موت کی وجہ، معذوری وغیرہ کی شہادت میں، انجینئر — تعمیرات یا ساخت کے متعلق تنازعات میں، ڈی این اے ماہر — نسب یا مجرم کی شناخت کے لیے، مالیاتی ماہر — حسابات، فراڈ یا کرپشن کے معاملات میں، فرانزک ایکسپرٹ — فنگر پرنٹ، ہتھیار یا دیگر ثبوت کی تکنیکی تشخیص میں شہادت معتبر ہے اسلامی فقہ میں اس قسم کی شہادت کو "شہادتُ أهلِ الخِبرة " یا" قولُ أهلِ الفن "کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے، اور فقہاء نے متعدد مقامات پر اسے حجت مانا ہے، مثلاً: چاند دیکھنے میں ماہر فلکیات کی رائے، قتل یا دیت کے معاملات میں طبیب کی شہادت، عیب کی تشخیص میں کاریگر یا ماہر کی رائے، معتبر مانا جاتا ہے اس شہادت کا مقصد یہ ہے کہ جہاں عدالت خود براہِ راست حقیقت تک نہ پہنچ سکے، وہاں تخصصی علم رکھنے والے معتبر افراد کی رائے کو بنیاد بنایا جائے تاکہ انصاف کا عمل مکمل ہو۔ شہادتِ فنی ایک ایسی گواہی ہے جو خاص علمی یا فنی مہارت رکھنے والے ماہرین کی رائے پر مبنی ہوتی ہے، اور وہ معاملات میں فیصلہ کن حیثیت رکھتی ہے جہاں عام انسان کی سمجھ یا مشاہدہ ناکافی ہو۔ فقہ اسلامی اس قسم کی شہادت کو معتبر مانتی ہے، بشرطیکہ ماہر عادل، دیانت دار اور اہل علم ہو۔

معاشرتی مسائل میں اطلاق

اسلامی فقہ میں شہادت عام طور پر آنکھوں یا کانوں سے براہِ راست حاصل ہونے والے مشاہدے تک محدود تھی۔ لیکن جیسے جیسے معاشرتی اور عدالتی مسائل میں پیچیدگی آئی، فقہاء نے ماہرین (Experts) اور فنی شہادت (Forensic Testimony) کو بھی شہادت کے دائرے میں شمار کیا۔ یہ شہادت دراصل ایسی گواہی ہے جو کسی ایسے شخص کے علم یا تجربے پر مبنی ہو جو عام افراد کی فہم سے بالا ہو۔ جدید عدالتی نظاموں میں یہ تصور مزید وسعت اختیار کر گیا ہے، جہاں ڈی این اے ٹیسٹ، فنگر پرنٹس، میڈیکل رپورٹس، ڈیجیٹل ریکارڈ، اور فورنزک انویسٹی گیشن براہِ راست شہادت کا حصہ بنتی ہیں۔ ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں۔

"فإنَّ أهل الخبرةِ في كلِّ فنٍّ قولُهم مقبولٌ فيما يختصُّونَ به، لأنَّه شهادةٌ في محلِّه".[34]

(ہر فن کے ماہرین کا قول ان معاملات میں معتبر ہوگا جو ان کے اختصاص سے تعلق رکھتے ہیں، کیونکہ یہ اپنی جگہ شہادت ہے۔)

اسی طرح امام سرخسی فرماتے ہیں:

"نَرجِعُ في ذلك إلى قولِ أهلِ الخبرةِ، لأنَّ ذلك بمنزلةِ الشهادةِ".[35]

(ہم اس معاملے میں ماہرین کے قول کی طرف رجوع کرتے ہیں کیونکہ یہ شہادت کے قائم مقام ہے۔)

اطلاق کے پہلو (معاشرتی وعدالتی مثالیں)

طبی مسائل (Medical Testimony): میں چوٹ، زخم، یا قتل کے اسباب کا تعین کرنے کے لیے عدلیہ طبی ماہرین کی رائے کو شہادت شمار کرتی ہے۔ مثلاً: کسی زخمی کے زخم کی نوعیت اور اس کے ہتھیار سے میل کھانے کا فیصلہ ماہر سرجن یا میڈیکل افسر کرے گا۔ اور معاشی ومالی تنازعات میں کسی دستاویز یا دستخط کی اصلیت معلوم کرنے کے لیے ماہرِ خطاطی (Handwriting Expert) کی گواہی۔ اکاؤنٹنگ یا آڈٹ کے معاملات میں ماہرین کی رپورٹ بطور شہادت پیش کرنا۔ اور اسی طرح عدالتی جرائم (Criminal Cases): میں فارنزک ایویڈنس (جیسے خون کے دھبوں، ہتھیاروں کے نشانات، یا ڈی این اے ٹیسٹ) کا استعمال۔ جدید عدالتیں ان شواہد کو براہِ راست گواہی کی حیثیت دیتی ہیں کیونکہ یہ انسانی حواس اور سائنسی آلات سے حاصل کیے گئے ہیں۔ ڈیجیٹل شہادت کو ای میل، کال ریکارڈ، یا کمپیوٹر فارنزک تجزیہ بطور شہادت عدالت میں قابل قبول ہیں۔ یہ ماہرینِ کمپیوٹر سائنس یا سائبر کرائم ایکسپرٹس کی رائے سے منسلک ہوتے ہیں۔36 شہادتِ حسی وفنی اس حقیقت کی نشاندہی کرتی ہے کہ شریعت جامد نہیں بلکہ زمان ومکان کی ضروریات کے ساتھ ہم آہنگ ہے۔ فقہاء نے ماہرین کی رائے کو

شہادت کے قائم مقام قرار دیا، اور جدید عدالتی نظام نے اس کو ڈی این اے، فارنزک، اور ڈیجیٹل شواہد کی صورت میں مزید وسعت دی۔

خلاصہ

اسلامی قانون میں شہادت (گواہی) کو عدالتی نظام کی بنیاد اور انصاف کے قیام کا اہم ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ عدالتیں کسی بھی دعویٰ، جرم، حق یا معاہدے کے فیصلے میں بنیادی طور پر شہادت پر انحصار کرتی ہیں۔ فقہِ اسلامی نے شہادت کو ایک محدود یا جامد تصور کے بجائے ایک وسیع اور ہمہ گیر قانونی اصول کے طور پر بیان کیا ہے، جس میں حالات، واقعات اور ثبوت کی نوعیت کے مطابق مختلف اقسام اور درجات متعین کیے گئے ہیں۔ انہی اقسام کی روشنی میں شہادت کے نظام کو زیادہ مؤثر، منصفانہ اور عملی بنایا گیا ہے۔

شہادت کی اہم اقسام میں شہادتِ عینی، شہادتِ سماعی، شہادتِ تحریری، شہادتِ عددی، شہادتِ خفیہ اور شہادتِ حسی و فنی شامل ہیں۔ شہادتِ عینی سے مراد وہ گواہی ہے جو براہِ راست مشاہدے یا سماعت پر مبنی ہو، جبکہ شہادتِ سماعی بالواسطہ معلومات پر قائم ہوتی ہے۔ شہادتِ تحریری دستاویزی ثبوتوں جیسے معاہدات، رسیدات اور رجسٹریوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ شہادتِ عددی میں گواہوں کی تعداد شریعت کی مقرر کردہ حد کے مطابق ضروری ہوتی ہے، جیسے بعض حدود میں چار گواہ۔ شہادتِ خفیہ میں گواہ کی شناخت کو محفوظ رکھتے ہوئے اس کی گواہی لی جاتی ہے، جو عدالتی تحفظ اور انصاف کے تقاضوں کے درمیان توازن قائم کرتی ہے۔

اسی طرح جدید دور میں شہادتِ حسی و فنی کو بھی خاص اہمیت حاصل ہوئی ہے، جس میں ماہرین کی رائے اور سائنسی شواہد جیسے ڈی این اے ٹیسٹ، فنگر پرنٹس اور میڈیکل رپورٹس کو بطور معاون شہادت تسلیم کیا جاتا ہے۔ اسلامی فقہ میں بھی اہلِ خبرہ اور ماہرین کی رائے کو بعض معاملات میں معتبر حیثیت حاصل ہے، جس سے شریعت کی وسعت، لچک اور عصری تقاضوں سے ہم آہنگی واضح ہوتی ہے۔

یہ تمام اقسام اس حقیقت کو ظاہر کرتی ہیں کہ اسلامی نظامِ شہادت نہایت جامع، منصفانہ اور حقیقت پسندانہ ہے، جو انسانی فطرت اور جدید قانونی تقاضوں دونوں سے ہم آہنگ ہو کر عدل و انصاف کے قیام کو یقینی بناتا ہے

حوالہ جات

[1] -یوسف81:12

2 -ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد، المغنی، ج12، ص75(بیروت: دار الفکر، 1995۔)

3 -مرغینانی، علی بن ابی بکر، ہدایہ اخیرین ج1، ص159۔(بیروت: دار احیاء التراث العربی، 2000ء)

4-البقرۃ2822

5- Crown Prosecution Service. Official Website. London: Crown Prosecution Service,
2021. Available at: https://www.cps.gov.uk16/08/2025/10PM

6- https://www.studocu.com/ 2025/08/16-9PM

7 -الکاسانی، علاء الدین مسعود، بدائع الصنائع، ج6، ص269۔(بیروت: دار الفکر، 1997ء)

8 -مرغینانی، برہان الدین علی بن ابی بکر، ہدایہ اخیرین۔ ص160

9–ابن ہمام، محمد بن عبد الواحد، فتح القدیر للعاجز الفقیر، ج6، ص269۔(بیروت: دار الفکر، 1317ھ)

10-کاسانی، بدائع الصنائع، ج6، ص269

11-ابن قدامہ، المغنی، ج7، ص13

12 -البقرہ282:2

13 -السرخسی، شمس الدین محمد بن أحمد، المبسوط، ج16، ص95۔(بیروت: دار المعرفۃ، 1998ء)

14-البقرۃ282:2

15-البقرۃ282:2

16-سرخسی، المبسوط، ج16، ص86

17 -النور:4

18 -البقرہ282:2

19-البقرۃ282:2

20-النساء15:4

21-ابن ہمام، فتح القدیر، ج5، ص450

22-سجستانی، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد کتاب النکاح، باب ، لا نكاح إلا بولي حدیث2085، ج2ص158۔ (بیروت: دار الرسالۃ العالمیۃ، 2009ء)

23-النور:4

24 - البقرہ:283

25 -ابن فرحون، ابراہیم بن علی، تبصرة الحکام في أصول الأقضية ومناهج الأحکام، ج2، ص258۔(بیروت: دار الفکر، 1987ء)

26-ابن قدامہ، المغنی، ج12، ص64

27 National Judicial Academy. Sci API. Bhopal: National Judicial Academy, 2020..

28- International Criminal Tribunal for the former Yugoslavia (ICTY). Official Records. The Hague: United Nations, 2017. Available at: https://www.icty.org16/08/2025/10PM

29- Crown Prosecution Service. Official Website. London: Crown Prosecution Service, 2021. Available at: https://www.cps.gov.uk16/08/2025/10PM

30- U.S. Marshals Service. United States Department of Justice Report. Washington, D.C.: Department of Justice, 2019. Available at: https://www.usmarshals.gov

31- International Committee of the Red Cross (ICRC). IHL Databases. Geneva: ICRC, 2022. Available at: https://ihl-databases.icrc.org16/08/2025/10PM

32- International Criminal Court (ICC). Annual Report. The Hague: ICC, 2021. Available at: https://www.icc-cpi.int16/08/2025/10PM

33 -النووی، یحییٰ بن شرف، المجموع، ج10، ص116(دمشق: دار إحیاء التراث، 2000ء)

34-ابن قیم، إعلام الموقعین، ج1، ص95

35-سرخسی، المبسوط، ج24، ص45

36-Crown Prosecution Service. Official Website. London: Crown Prosecution Service, 2021. Available at: https://www.cps.gov.uk16/08/2025/10PM